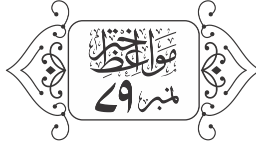
مواعظِ اختر نمبر ۷۹

دین میں حُسنِ اخلاق کی اہمیت



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com



دین میں حُسنِ اخلاق کی اہمیت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
اِدارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اِس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: دین میں حسنِ اخلاق کی اہمیت

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: ۲ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۹۷ء دوشنبہ بعد فجر، ساڑھے چار بجے صبح؛ اور ۱۵ جنوری ۱۹۹۵ء

مقام: لیسٹر، برطانیہ؛ اور لینیشیا (برمکان مفتی حسین بھیات صاحب)

موضوع: اچھے اخلاق کسے کہتے ہیں؟ حسنِ اخلاق کی اہمیت، مشائخ اور سالکین کے لئے اہم ہدایات

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارہ تالیفاتِ اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

عنوانات **صفحہ نمبر**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دین میں حسنِ اخلاق کی اہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط (سورۃ البقرۃ: آیۃ ١٦٥)

مومنِ کامل کی شان

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مومنِ کامل کی ایک شان جملہ خبریہ سے بیان فرمائی ہے کہ کون لوگ مومنِ کامل ہیں؟ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو پہچان لیا اور اللہ پاک کے نام کی لذتوں کو چکھ لیا اور قربِ خداوندی سے ان کی روح مشرف ہوئی تو ان میں ایک خاص علامت پیدا ہوتی ہے جس کی خبر اللہ پاک جملہ خبریہ سے دے رہے ہیں، یہ حکم نہیں ہے۔ مومنِ کامل دنیا میں سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتا ہے، یہ جملہ خبریہ ہے تو اللہ تعالیٰ جملہ خبریہ کیوں لائے؟ حکم کیوں نہیں دیا کہ ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ اللہ سے سب سے زیادہ محبت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ایک علمِ عظیم مجھے عطا فرمایا ہے جو کتابوں میں میں نے کہیں نہیں دیکھا کہ اللہ پاک نے ہمیں حکم نہیں دیا کہ تم لوگ ہم سے ساری کائنات سے زیادہ محبت کرو، اس جملہ خبریہ کے نزول میں یہ راز ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے کمال و جمال اور اپنی تمام شانِ جذب اور اپنی ذات وصفات کا یقین کے ساتھ علم ہے کہ جو مجھے پہچان لے گا، جس کی جان اور جس کا قلب ہمارے نام کی لذت سے آشنا ہوگا تو اس کے دل میں خود بخود ہماری محبت سب سے زیادہ ہو جائے گی۔

یہ بات سمجھانے کے لئے دنیا کی مثال دیتا ہوں تاکہ سمجھ میں آجائے کہ کوئی عورت کم حسین ہو، آنکھ کی کانی ہو یا کان کی بہری ہو، زبان کی گونگی ہو، ہاتھ کی لولی ہو یا پاؤں کی لنگڑی ہو تو اس کو خود احساس ہوگا کہ میرے ساتھ کسی کو محبت نہیں ہوگی لہٰذا وہ شادی سے پہلے ہی کہے گی کہ اس شرط پر نکاح کریں گے کہ مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنا۔ بولئے! شرط لگائے گی یا نہیں؟ کیونکہ اسے احساسِ کمتری ہوگا، اپنے عیوب اور نقص کا احساس ہوگا کہ ہم چاہے جانے کے قابل نہیں ہیں، تو پہلے ہی یہ شرط کرے گی کہ دیکھو ہم سے خوب محبت کرنا اور دوسری عورتوں سے محبت نہ کرنا لیکن اگر اخبار یا ریڈیو اعلان کردے کہ آج حسن میں پورے عالم میں اول نمبر آنے والے لڑکی لیسٹر کی سڑک سے گذرے گی تو کتنے لوگ سڑک کے کنارے کھڑے ہوجائیں گے کہ دیکھیں اس کا حسن کیسا ہوگا لیکن جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں وہی بچیں گے تو کیا اس کو اعلان کرنا پڑتا ہے کہ لوگو! مجھے دیکھو یا جو بدنظری کے مریض ہیں وہ خود اسے دیکھیں گے؟

آئینہ دیکھنے کے وقت کی مسنون دعا

اس لئے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ یوسف کی تفسیر میں فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حسین پیدا کیا ہو تو اس کے حسن کا شکر یہ کیا ہے؟ کہ اپنے حسن کے خالق کو ناراض نہ کرے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا نہ ہو:

((اَنۡ لَّا یَشُوۡہَ حُسۡنُہٗ بِمَعۡصِیَۃِ اللہِ تَعَالٰی شَاۡنُہٗ))

(روح المعانی:(رشیدیہ)؛ سورۃ یوسف؛ ج ۱۳ ص ۹۵)

اپنی خوبصورتی کو اللہ کی معصیت میں استعمال نہ کرے۔ خوبصورتی ایک کلّی مشکک ہے، کلّی مشکک اس کلّی کو کہتے ہیں جس میں بہت سے درجات ہوں جیسے کوئی زیادہ حسین ہے، کوئی اس سے کم ہے، کوئی اس سے کم ہے۔ پس جس درجہ میں بھی حسن ہو اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال نہ کرنا حسن کا

شکریہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب آئینہ دیکھے اور اپنی آنکھوں کو پرکشش پائے، خمار آلود مثلِ ہرن کی آنکھوں کے کَعَیْنِ الظَّبْیِ یا اور کوئی حسن کی بات ہو تو ہر مومن کو یہ دعا پڑھنی چاہیے:

((اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ۔ رواہ احمد))

(کنز العمال: ج ۳ ص ۲۶۵، رقم ۸۴۰۰؛ مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)؛ ج ۹ ص ۲۸۷)

اے اللہ! آپ نے مجھے حسین پیدا فرمایا ہے تو میرے اخلاق بھی اچھے فرما دیجئے۔ شکل تو بہت حسین ہو اور اخلاق بالکل خراب ہوں جیسے کسی کی بیوی کو بیوٹی پارلر نے، میک اپ نے خوب حسین بنا دیا، شکل سنوارنے میں کمال کر دیا، ہزاروں پاؤنڈ سجانے میں خرچ ہو گئے، مگر رات بارہ بجے جب شوہر پہلی بار ملاقات کے لئے آیا تو اس وقت اس نے پہلی ہی ملاقات میں کہا کہ یو آر ویری ویری بلڈی فول (You are very very bloody fool) تو کیا شوہر کو مزہ آئے گا؟ کہے گا کہ تیری شکل و صورت تو ایسی پرکشش ہے مگر سیرت اور عادت ایسی خراب ہے، ایسی کڑوی بولی بولتی ہے، صورت اور سیرت میں اس قدر بُعد ہے، اتنا فرق ہے۔

حسنِ صورت اور حسنِ سیرت کا ربط

تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سب کو یہ دعا سکھائی کہ جب آئینہ دیکھو تو یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ کہ آپ نے ہمیں بہت حسین پیدا فرمایا کیونکہ ہر ایک میں کچھ نہ کچھ حسن تو ہوتا ہے، فَحَسِّنْ خُلُقِیْ پس آپ میرے اخلاق بھی اچھے فرما دیجئے، ایسا نہ ہو کہ ہماری شکل تو بہت اچھی ہو اور اخلاق کڑوے ہوں کہ ہر ایک سے لڑائی ہو رہی ہے، غصہ و غضب ہے، بے وفائی ہو رہی ہے، اپنی بیوی سے لڑ رہا ہے، استادوں سے لڑ رہا ہے، شیخ سے بھی بدتمیزی کر رہا ہے، محلہ والوں سے بھی جھگڑے کر رہا ہے، ہر ایک سے لڑ رہا ہے۔ تو

سب لوگ یہی کہیں گے کہ بھئی! شکل تو بہت اچھی ہے مگر اس کی عادتیں ایسی ہیں جیسے کریلے پر سونے اور چاندی کا ورق لگا دیں اور عود کا عطر بھی لگا لیں، اب جو کریلا سونگھے گا اور سونے چاندی کا چماچم ورق دیکھے گا تو کہے گا کہ واہ واہ کتنا حسین کریلا ہے لیکن جب کھائے گا تو کہے گا کہ کاش اس میں تھوڑا سا گڑ ملا دیتے۔ کریلا جب پکاتے ہیں اس میں تھوڑا سا گڑ ملا دیتے ہیں خاص کر نیم چڑھے کریلے کو، اگر کریلے کی بیل کو نیم کے درخت پر چڑھا دو تو اس کی کڑواہٹ اور بڑھ جاتی ہے۔ تو اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ آپ نے ہماری خلق اور تخلیق کو یعنی صورت کو حسین بنایا، یہ اعتراف شکر کے درجہ میں ہے کہ آپ کا احسان ہے لیکن ساتھ ساتھ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ میرے اخلاق بھی اچھے فرما دیجئے۔

اچھے اخلاق کسے کہتے ہیں؟

لیکن آجکل بہت سے لوگ اچھے اخلاق کے نام سے گناہ میں مبتلا ہیں کہ بھئی میرے اخلاق اچھے رہنے چاہئیں، اور اچھے اخلاق کس کو سمجھا ہوا ہے؟ مثلاً کسی جاہل اور نالائق کے ساتھ اچھے اخلاق رکھے ہوئے ہیں اور اس سے گالیاں کھا رہے ہیں کہ صاحب یہ میرے اخلاق ہیں، کسی عالم کو جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے کو ذلیل کرے۔ کسی عالم کے سامنے کسی جاہل رئیس کو جائز نہیں ہے کہ وہ محض دولت کی وجہ سے کہ اس نے چندہ دیا ہے آگے آگے چلے، اگرچہ وہ عالم مسکین اور غریب بھی ہو۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی وجہ سے ان کے آگے چلنے سے منع فرمایا:

((رَاٰنِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَمْشِیْ اَمَامَ اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ لَا تَمْشِ اَمَامَ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِّنْكَ اِنَّ اَبَابَکْرٍ خَیْرٌ مِّمَّنْ طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ اَوْ غَرَبَتْ))

(جامع المسانید والسنن لابن کثیر: ج ۹ ص ۳۱۴)

اسلامی حکومت ہو تو وہ واجب التعذیر ہے، امیر المومنین اس رئیس پر حد جاری کرے گا، اس لئے کہ علماء کی عزت کا اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ عَلَی الَّذِیْنَ لَمْ یُؤْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ اہلِ علم مسلمانوں کو غیر اہلِ علم پر درجاتِ کثیرہ کی فضیلت ہے۔ (روح المعانی: ج ۲۸ ص ۳۱۲)

عالم کو بھی خود اپنی عزت کی فکر کرنی چاہیے، کسی سے ایسی شراکت داری نہ کرو جو تمہیں ابے تبے یا کوئی سخت بات کہہ دے، آبروزیادہ قیمتی ہے یا مال۔ پیٹ پر پتھر باندھ لو، سوکھی روٹی کھالو، مگر کسی رئیس کی دھونس اور رعب مت اٹھاؤ، ان شاء اللہ تعالیٰ اگر ہمارا اللہ والوں کے ساتھ صحیح تعلق ہو تو پھر اللہ والوں کی غلامی کی وجہ سے سارا زمانہ تمہارے قدموں میں آجائے گا مگر یہ نیت کرنا جائز نہیں، یہ نیت کر کے کسی اللہ والے کے ساتھ رہنا کہ ساری مخلوق میری غلام بن جائے یہ اخلاص کے منافی ہے، اللہ کو اللہ کے لئے چاہو، شیخ کو اللہ کے لئے چاہو، ان شاء اللہ تعالیٰ پھر آپ فکر ہی نہ کرو۔

کوئی بچہ یتیم ہو تو اس کی مدد کیسے کریں؟

اور یا پھر اخلاق کا آج کل معیار یہ سمجھ رکھا ہے کہ مثلاً کسی حسین لڑکے کے والد کا انتقال ہو گیا، وہ یتیم ہو گیا تو جہاں وہ باپ نوکر تھا اس دکان کے مالک صاحب جو حسن کے بیمار بھی ہیں تو وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر حرام مزہ لے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اس حدیث پر عمل کر رہا ہوں کہ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے ہر بال کے بدلے نیکی ملتی ہے۔ پھر سر پر ہاتھ پھیرتے پھیرتے گال پر بھی ہاتھ پھیر رہے ہیں، اس کو اپنے یہاں نوکری بھی دے دی، پھر اس کو خادمِ خاص بھی بنا لیا کہ تم دکان چھوڑو، بس میرے گھر پر رہو، میرے پیر دبا دیا کرو، پھر کیا ہوا؟ آخر میں گناہ میں مبتلا ہو گئے۔ تو شیطان نے کیا پٹی پڑھائی کہ بچہ یتیم ہے اس کی خدمت کرو۔ تو ایسے یتیم بچوں کو ہرگز قریب مت کرو،

زکوٰۃ یا امداد، ہدیہ تحفہ کسی اور کے ذریعہ بھیجو، براہ راست مت بھیجو۔اپنے منیجر سے یا کیشیر سے کہہ دو کہ جب تک یہ بڑا ہو کر خود کمانے نہ لگے اسے اتنا روپیہ ہر مہینہ دے دیا کرے۔خود مت دو کیونکہ اگر خود دیا تو اس کی محبت، تعلق تمہارے دل میں بڑھ جائے گا اور تمہارے نفس کو امید ہو جائے گی کہ اب تو یہ میری بات مان ہی لے گا۔

اپنے کاروبار، ملازمت کی جگہ پر کوئی لڑکی ملازم نہ رکھیں

اسی طرح اگر کسی کی دکان ہے اور پچاس ملازم وہاں کام کررہے ہیں، جب بچے بڑے ہوئے اور کاروبار میں آئے تو انہوں نے کہا ابّا! یہ آپ کیا کر رہے ہیں کہ بڑی بڑی تنخواہوں پر ملازم رکھے ہوئے ہیں، ان کی جگہ کالی عورتیں رکھ لی جائیں تو یہ اگر دو ہزار رین لیتے ہیں تو یہ غریب عورتیں ایک ہزار رین میں وہی کام کرلیں گی، پچاس ہزار رین ماہانہ کی بچت ہوگی۔ابّا ان کی باتوں میں آگئے اور پیٹ کی وجہ سے لڑکیاں ملازم رکھ لیں۔پیٹ کی خاطر لوگ لڑکیوں کو ملازم رکھ رہے ہیں، یہ خالص دنیاداری ہے کیونکہ لڑکیاں کم تنخواہ پر مل جاتی ہیں، پیسہ بچانے کے لئے اللہ کا غضب اور قہر اور آنکھوں کا زنا ہو رہا ہے۔ اور کیا بہانہ کرتے ہیں کہ ہماری دکان پر عورتیں بھی آتی ہیں تو یہ عورتیں اچھا سیلنگ (Selling) کرتی ہیں، یہ بھی تو دنیا ہوئی، سیلنگ (Selling) کے لئے اللہ کو ناراض کرنا کیسے جائز ہو جائے گا؟ یہ بڑے میاں جو سامنے بیٹھے ہیں ان کے یہاں اسّی (۸۰) ملازم ہیں اور ان میں ایک عورت بھی نہیں ہے، پوچھ لو! کاروبار چل رہا ہے یا نہیں؟ بلکہ اور اچھا چلے گا جو اللہ کو ناراض نہیں کرے گا تو ان شاء اللہ اس کا کاروبار اور اچھا چلے گا اور دل میں بھی چین رہے گا، اور اگر اللہ کو ناراض کر کے کاروبار چلایا تو رین تو ملے گا مگر چین نہیں ملے گا۔

ایسے ہی کوئی لڑکی یتیم ہوجائے یا کوئی کالی آکر تم سے کہے کہ میرا شوہر مرگیا ہے، میں بیوہ ہوں، میرا کوئی نہیں ہے تو اس کو یہ نہ کہو کہ آؤ تمہارے لئے نوکری حاضر ہے۔ اگر مسلمان ہے تو زکوٰۃ سے اس کی مدد کردو اور غیر مسلم ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، غیر زکوٰۃ سے اس کی مدد کردو لیکن براہ راست خود مت دو، کسی اور کے ذریعہ بھجوادو تاکہ تمہارے نفس کو اس سے توقع نہ ہوجائے۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط دیکھئے کہ ایک عورت نے خط میں اتنا لکھ دیا کہ حضرت! میں آپ سے مرید ہوں اور مجھے آپ کی بڑی محبت معلوم ہوتی ہے تو حضرت نے لکھا کہ آئندہ یہ لفظ مت لکھنا، کیونکہ لفظ محبت سے نفس میں امید پیدا ہوسکتی ہے، بس یہی لکھا کرو کہ مجھے آپ سے عقیدت ہے۔ بتاؤ! لفظ عقیدت اور لفظ محبت میں فرق ہوا کہ نہیں؟

بمبئی کے ایک سیٹھ صاحب کا قصہ

ہمارے بزرگوں نے کتنا اپنے نفس کو بچایا۔ ایک لڑکے کو مولانا شبیر علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اوپر بھیج دیا جہاں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیان القرآن لکھ رہے تھے، باوضو تھے، اپنے بھتیجے سے فرمایا میری تنہائی میں بے داڑھی مونچھ کے لڑکوں کو، امردوں کو نہ بھیجا کرو، اس نفس ظالم کا کچھ بھروسہ نہیں۔ اسی کو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں پیش کردیا ؎

بھروسہ کچھ نہیں اس نفسِ امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہوجائے تو اس سے بدگماں رہنا

تو شیطان کبھی دین کے راستے سے اپنے جال میں پھنساتا ہے، کہتا ہے کہ اسلام تو اچھے اخلاق سکھاتا ہے چنانچہ بمبئی میں ایک حاجی صاحب بہت نیک آدمی تھے لیکن شیطان نے اسی ترکیب سے ان کو بہکا دیا۔ میں نے

انہیں کبھی ننگے سر بھی نہیں دیکھا تھا، انہوں نے ایک یتیم لڑکی کو پی اے رکھ لیا، جب میں بمبئی گیا تو میں نے دیکھا کہ سر سے ٹوپی غائب ہے، بالوں میں خوب اچھی طرح کنگھی کی ہوئی ہے اور بالوں میں نشیب وفراز بنائے ہوئے ہیں، پان کھائے ہوئے اور بغیر ٹوپی کے ننگے سر بیٹھے ہوئے ہیں، جب ان کے سامنے والے کمرے کی طرف دیکھا تو وہاں ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے کہا حاجی صاحب! یہ تم کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے اس لڑکی کو فوراً کہا جلدی سے دوپٹہ اوڑھو، جلدی سے پردہ کرو۔ میں نے کہا یہ وقتی پردہ کرنے سے کام نہیں چلے گا، اس پی اے لڑکی کو ہٹاؤ ورنہ بغیر پئے پئے رہو گے۔

حسینوں کا قرب بجلی کے ننگے تار کو ہاتھ لگانے جیسا ہے

بعض لوگ اس لئے اس معاملہ میں آگے بڑھ جاتے ہیں کہ کہتے ہیں مجھے اس حسین کے بارے میں کوئی گندہ خیال نہیں آتا، انہی لوگوں کو گناہ میں ملوث پایا گیا۔ میرے شیخ مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے عجیب مثال دی کہ بجلی کا تار ننگا ہو اور اس میں کرنٹ نہ ہو تو ایک آدمی کہتا ہے کہ چونکہ اس میں کرنٹ نہیں ہے لہٰذا میں اس کو پکڑ لیتا ہوں، جب پکڑا تو اچانک پاور ہاؤس سے کرنٹ آ گیا اور منٹوں میں ہلاک ہو گئے۔ ایسے ہی بعض لوگوں کو بے داڑھی مونچھ کے بچوں سے کوئی وسوسہ نہیں تھا لیکن خوب اس سے پیر دبوائے اور خدمت لی، ایک دن کرنٹ آ گیا، دل میں شیطان نے خیال ڈالا اور گناہ میں مبتلا ہو گئے، اس لئے جن حسینوں سے گناہ کا وسوسہ نہ آئے ان سے بھی بچو، لڑکی ہو یا لڑکا، ہرگز خادم یا نوکر نہ رکھو۔

یہ کون سا حکم ہے؟ تِلْكَ حُدُوْدُ اللهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا۔ گناہوں کی جو حدود ہیں ان کے قریب بھی نہ رہو، لڑکا اور لڑکی یہ سب اللہ کی حدود ہیں۔ ان کو پی اے رکھنا، ملازمت دینا یہ حدود کے قریب ہونا ہوا یا نہیں؟ لَا تَقْرَبُوْا کے

خلاف ہے یا نہیں؟ اگر کوئی ایسا قوی النسبت ہو کہ اس کا تقویٰ بہت مضبوط ہوتو وہ بھی اپنی اولاد کا خیال کر کے احتیاط کرے، میں نے اپنے گھر میں کہہ رکھا ہے کہ جوان ماسیاں نہ رکھیں، جن کی عمر زیادہ ہو ان کو رکھ لیں۔ جنوبی افریقہ اور ری یونین میں کہتا ہوں کہ کالی ماسی بھی جوان نہ رکھو کیونکہ ایک عالم کے یہاں میں مہمان ہوا تو گھر میں کوئی نہیں تھا اور ایک کالی ماسی گھر میں جھاڑو لگا رہی تھی، برتن دھو رہی تھی۔ میں نے اُن عالم سے کہا کہ یہ تو آپ نے بہت غضب کیا، آپ کی بیوی بھی گھر میں نہیں ہے، تنہائی ہے اور آپ اندر آرہے ہیں جا رہے ہیں، کہیں کالی آپ کا منہ نہ کالا کر دے اور دل نہ کالا کر دے، شیطان نے دعویٰ کیا تھا کہ اگر خواجہ حسن بصری اور رابعہ بصریہ جیسی ولایت والے کوئی مرد و عورت ایک کمرہ میں رہیں تو میں دونوں کا منہ کالا کر دوں گا۔ کرنٹ آتے دیر نہیں لگتی، کتنا ہی قلب پاک ہو لیکن میرے شیخ کی اس مثال کو یاد رکھو کہ پاور ہاؤس سے بجلی آتے دیر بھی نہیں لگتی۔ سارا دین اسی تقویٰ میں ہے، آج وظیفوں کی تو فکر ہے لیکن اللہ کی ناراضگی کو معمولی سمجھ رکھا ہے۔ اللہ کی ناراضگی سے بچنا اللہ کی عظمت کا حق ہے، دلیل کیا ہے؟ دلیل بھی اللہ نے میرے دل میں عطا فرما دی: مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا (سورۃ النوح: آیۃ ۱۳) تمہیں کیا ہوا کہ تم اللہ کی بڑائی اور عظمت کا خیال نہیں کرتے ہو؟ نفل، تلاوت، ذکر یہ اللہ کی محبت کا حق ہے اور گناہ سے بچنا یہ اللہ کی عظمت کا حق ہے۔ عبادت حقِ محبت ہے اور تقویٰ اور گناہ سے بچنا اللہ کا حقِ عظمت ہے۔

مخلوق کی خدمت فرضِ کفایہ اور تقویٰ فرضِ عین ہے

اللہ کو ناراض کرنا یہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہے، تقویٰ ہم پر فرضِ عین ہے اور مخلوق کی خدمت وغیرہ یہ سب فرضِ کفایہ ہے، کوئی دوسرا بھی کر سکتا ہے۔ فرضِ کفایہ کی خاطر سے کبھی بھی فرضِ عین کو ضائع نہیں کیا جا سکتا، کیسا

زبردست اصول ہے؟ لو ہے سے زیادہ مضبوط اصول ہے۔ جیسے عالم ہونا، حافظ ہونا بھی فرضِ کفایہ ہے لیکن تقویٰ اور اللہ کی محبت سیکھنا اور گناہ سے بچنا یہ فرضِ عین ہے۔ آج مولوی بھی فرضِ کفایہ سیکھنے کے لئے مدرسوں میں تو چلا جائے گا لیکن تقویٰ اور فرضِ عین سیکھنے کے لئے بزرگوں اور اللہ والوں کے پاس جاتے ہوئے اس کو شرم آتی ہے کہ کون ان کے ناز اٹھائے؟ شروحات اور کتابیں پڑھ کر خوب لچھے دار تقریریں کر رہے ہیں اور اسی میں مست ہیں، مگر شاعر جگر کیا کہتا ہے؟ سنئے! میر صاحب سنائیں گے ؎

واعظ کا ہر اک ارشاد بجا تقریر بہت دلچسپ مگر
آنکھوں میں سُرورِ عشق نہیں چہرہ پہ یقیں کا نور نہیں

منبروں پر خوب چیخ کر تقریر کریں گے لیکن ان کی تنہائیوں میں دیکھو تو حبِ دنیا بھری ہوئی ہے، جس رئیس نے چندہ دے دیا اس کے پیچھے پیچھے پھر رہے ہیں، ہوائی جہاز کا ٹکٹ مانگ رہے ہیں، اس کی خاطر مدارات میں بچھے جا رہے ہیں اور اگر کوئی اللہ والا آجائے تو اس کے سامنے ان پر تواضع حرام ہے، اس پر جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

اے تواضع بردہ پیش ابلہاں
اے تکبر کردہ تو پیش شہاں

بے وقوفوں کے سامنے تواضع کریں گے، جو بے نمازی اور بے دین ہے، کھڑے ہو کر پیشاب کرتا ہے لیکن اس کے پاس پیسہ ہے تو دنیا دار مولوی اس کے پیچھے پیچھے ناچتا پھرتا ہے اور اللہ والوں کے سامنے جو اصلی شاہ ہیں تو اکڑا ہوا کھڑا ہے۔ کیا کہیں بس دل سے آہ نکل جاتی ہے، آنکھوں سے بعض خشک مولویوں کو میں نے دیکھا کہ بڑے سے بڑا اللہ والا آیا تو اس کی طرف دیکھا بھی نہیں، قیامت کے دن پتا چلے گا جب حساب دینا ہوگا۔

تو شیطان دین کے بہانے سے مارتا ہے کہ یہ یتیم ہے، اس کا کوئی نہیں ہے اس لئے میں اس کو نوکر رکھ لیتا ہوں، یہ ہرگز جائز نہیں ہے۔ اگر محتاج ہوں تو کسی اور کے ذریعہ مدد کردو، چاہو تو مہینہ مقرر کردو لیکن نوکر مت رکھو۔ اب اگر کوئی کہے کہ اسلام کیسا مذہب ہے؟ یہ کیا اخلاق ہیں؟ اب میں بتاتا ہوں کہ اسلام میں کیسے اخلاق ہیں؟ جو حدیث مجھے پیش کرنی تھی یہ اس کی تمہید تھی جیسے دن بھر پانچ چھ گھنٹے کھانا پکتا ہے اور کھانا کھانے میں پندرہ بیس منٹ لگتے ہیں۔ دعوت کے لئے صبح ہی سے آدمی خریداری کرتا ہے، گھر کی عورتیں پکاتی ہیں، مہمان آتے ہیں اور منٹوں میں کھا کر چلے جاتے ہیں۔

کامل ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں

اب کوئی پوچھے کہ حسین اخلاق کیا ہیں؟ سوال کر سکتا ہے یا نہیں کہ حسین اخلاق کس چیز کا نام ہے؟ تو میرے پیر شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک مدرسہ میں امتحان لینے گیا تو حسنِ اخلاق کی تعریف پوچھی تو ایک طالبِ علم نے پرچہ میں لکھا کہ جب کوئی مہمان آئے تو اس کو حقہ پلا دے، پان کھلا دے، خاطر تواضع کر دے۔ تو حضرت کو ہنسی آگئی کہ یہ تو بالکل بدھو ہے۔ تو اتنی تمہید کے بعد یہ حدیث آپ لوگوں کو پڑھ رہا ہوں:

((اَکْمَلُکُمْ اِیْمَانًا اَحْسَنُکُمْ خُلُقًا))

(التاریخ الکبیر للامام البخاری: رقم: ۲۴۳۳، کنز العمال: ج ۳ ص ۸، رقم: ۵۲۰۰)

تم میں سب سے کامل ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ دیکھو! یہاں تہجد، عبادت، تلاوت، ذکر، وظیفہ کسی بات کا بیان نہیں ہے، صرف اچھے اخلاق کا ذکر ہے۔ قیامت کے دن بہت سے لوگ اپنے اخلاق کی وجہ سے اعلیٰ نمبر پر ہوں گے، کثرتِ عبادت والے دوسرے نمبر پر ہوں گے بلکہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ محلہ میں ایک خاتون ہے:

((اِنَّ فُلَانَةَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ الَّيْلَ وَتُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا قَالَ هِیَ فِی النَّارِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فُلَانَةَ تُصَلِّی الْمَکْتُوْبَةَ وَتَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ جِیْرَانَهَا قَالَ هِیَ فِی الْجَنَّةِ))

(کنز العمال:(دار الکتب العلمیة)، ج ۹ ص ۸۱ ؛ رقم الحدیث ۲۵۶۱۳)

اس کی زبان کی کڑواہٹ کی وجہ سے سارا محلہ پریشان ہے، زبان کی بہت ہی کڑوی ہے مگر رات بھر عبادت کرتی ہے اور دن کو روزہ رکھتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جہنم میں جائے گی۔ کیوں صاحب! کہاں گئی اس کی رات بھر کی عبادت و تلاوت اور دن بھر کا روزہ؟ پھر صحابی نے عرض کیا کہ محلہ میں ایک ایسی خاتون ہے جو صرف فرض، واجب، سنتِ مؤکدہ ادا کرتی ہے، زیادہ نفلیں، صدقہ بھی نہیں کرتی لیکن اس کے اخلاق سے سارا محلہ خوش ہے، دعا گو ہے، اس کے مزاج میں ہر ایک کے لئے رحم دلی ہے، کوئی عورت بیمار ہو جائے تو اس کو دیکھنا، کسی عورت کو ضرورت ہو اس کی ضرورت پوری کرنا غرض بہت ہی با اخلاق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جنت میں جائے گی۔

حسنِ اخلاق کی شرعی تعریف

بتایئے! اس حدیث میں سبق ہے یا نہیں؟ جو لوگ اپنے بارے میں اچھا گمان رکھتے ہیں ان کو اس سے سبق لینا چاہیے۔ اخلاق کی تعریف یہ نہیں کہ ہم اپنے کو سمجھیں کہ ہمارے اخلاق اچھے ہیں، حسنِ اخلاق کی تعریف یہ ہے کہ دوسروں کو اس سے آرام مل رہا ہو، دوسرے لوگ کہہ رہے ہوں سبحان اللہ! عجیب شخصیت ہے، سراپا حلم، سراپا کرم اور اس کو ہم نے کبھی کسی سے لڑتے بھی نہیں دیکھا۔ لڑائی جھگڑے یا کسی انسان کو ایذا رسانی کے بعد معافی مانگ لینے سے برائی کی تلافی تو ہو جاتی ہے مگر اس کو اعلیٰ نمبر نہیں ملیں گے، اعلیٰ نمبر اس کو ملیں گے جو اپنی ذات سے کسی کو ذرّہ برابر بھی تکلیف نہ پہنچائے۔ محدثِ عظیم

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حسنِ اخلاق کی تعریف شرح مشکوٰۃ میں لکھی ہے اس کو یاد کرلو، بہت ہی اہم ہے:

((مُدَارَاۃُ الْخَلْقِ مَعَ مُرَاعَاۃِ الْحَقِّ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)؛ کتاب الأداب ؛ ج ۹ ص ۲۶۳)

یعنی اللہ کی عظمتوں، شریعت اور قانون کی رعایت رکھتے ہوئے مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ مثال کے طور پر آپ ایئر پورٹ پر ٹکٹ خرید رہے ہیں اور ایک لڑکی لپ اسٹک اور سرخی پاؤڈر لگائے ہوئے آپ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنا چاہتی ہے اور مان لو کہ ٹکٹ لینے والا بھی حسین ہے، اب دو حسن میں تصادم ہو رہا ہے اور دونوں کی دُم خطــرہ میں ہے۔ بتاؤ! تصادم میں دُم ہے یا نہیں؟ اس وقت شیطان یہ کہتا ہے کہ اس کے ساتھ اخلاق سے پیش آؤ، جب یہ بے چاری ہنس ہنس کے باتـــ کر رہی ہے تو ہمیں بھی ہنسنا چاہیے، لہٰذا اس کی ہنسی سے اپنی ہنسی کو ٹکراؤ۔ لیکن یاد رکھو کہ اس وقت ہنسی کا جواب ہنسی سے دینا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

تو مُدَارَاۃُ الْخَلْقِ مَعَ مُرَاعَاۃِ الْحَقِّ یعنی مخلوق کی خدمت اور محبت کرو مگر اللہ تعالیٰ کے قانون کی رعایت رکھتے ہوئے، کیسی پیاری عبارت ہے، حسنِ اخلاق کی کتنی جامع تعریف ہے۔ مدارات خلق تو ہو مگر مراعات حق ضروری ہے یعنی اللہ کے قانون کو توڑ کر کسی پر احسان مت کرو، آپ ربـــ العالمین بننے کی کوشش نہ کریں کہ ہم اس کی مدد نہیں کریں گے تو مر جائے گی یا مر جائے گا۔ اللہ کو پہلے راضی کرو پھر اس کی حدود میں جتنا ہو سکے مدد کرو۔ یہ نہ سوچو کہ اگر میں مدد نہیں کروں گا، میں اس کو نوکر نہیں رکھوں گا تو یہ بھوکوں مر جائے گا۔ اس کے بطن کی خاطر اپنا باطن ستیاناس مت کرو، اس کی جوتیوں کی حفاظت میں اپنا دوشالہ مت گنواؤ، اپنا ایمان مت ضائع کرو۔ مخلوق کے ساتھ احسان کرو لیکن اللہ کے قانون کی عظمت کو سامنے رکھتے ہوئے،

محض اس کی شکل کو مت دیکھو، تم مٹی کے ڈھیلے نہیں ہو، اوپر بھی دیکھو کہ ہم کس کے بندے ہیں؟ ہماری نسبت کس سے ہے؟ ہمارے اس عمل سے، اس سے مسکرانے یا ہنسنے سے یا اس کے ساتھ نرمی سے اللہ پاک بھی خوش ہے یا نہیں؟

استحضارِ عظمتِ الٰہیہ

اس لئے کسی نامحرم لڑکی سے یا کسی امرد، حسین لڑکے سے براہ راست تعلق نہ بڑھاؤ، اس احسان سے تعلق شدید ہوسکتا ہے، اس اخلاق اور احسان ہی کی وجہ سے کتنے لوگ عشقِ مجازی میں مبتلا ہو گئے۔ استاد ہے تو اس نے شاگرد سے کہا کہ میں تمہیں خصوصیت سے سبق پڑھا دوں گا، میں آپ کو اپنا خاص شاگرد بنانا چاہتا ہوں، تم میرے گھر آجایا کرو، پھر کیا ہوا؟ شاگرد کو تو نیک گمان ہے کہ یہ ہمارے باپ کے برابر ہیں یا ہمارے استاد ہیں جب وہ گھر آنے لگا تو اس سے پیر بھی دبوانے شروع کر دئے، بالآخر گناہ میں مبتلا ہو گئے۔

تو اگر ایئر پورٹ پر ٹکٹ دینے والی لڑکی لطیفہ سنا کر ہنس رہی ہے تو کہیں تم بھی لطیفے کا جواب لطیفے سے نہ دینے لگو۔ نہیں، بلکہ تم لطیفے کا جواب سنجیدگی سے دو۔ اب آپ کہیں گے کہ یہ تو بہت مشکل ہے، کچھ مشکل نہیں ہے، جب اللہ پاک کی عظمت سامنے ہوگی تو کچھ مشکل نہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ آپ جنوبی افریقہ کے تین سو کلومیٹر کے جنگل میں ہوں اور وہاں ایک سیاحہ لڑکی بھی ہے جو رقاصہ بھی ہے، متبسمہ اور فرّاحہ بھی ہے، مسکرا مسکرا کر بات کرنے والی متکلمہ بھی ہے، اتنے میں اچانک ایک شیر جھاڑی سے باہر آگیا اور شیر آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ملا کے غُرّا بھی رہا ہے، اس وقت وہ لڑکی کہتی ہے کہ میرے ساتھ آپ اچھے اخلاق سے بات کیوں نہیں کر رہے ہیں، اُدھر کیا دیکھ رہے ہیں تو آپ شیر کی عظمتوں سے متاثر ہوں گے یا اس لڑکی کے حسن سے؟ اس کا حسن نظر آئے گا یا نابینا ہو جاؤ گے؟ بولو بھئی!۔

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
وہ ہم کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے

جب اللہ تعالیٰ کی عظمت سامنے ہوتی ہے تو جہاں جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عظمت اس پر حاوی رہتی ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے ایک بزرگ کے فیض سے اللہ کی ایسی نسبت عطا ہوئی کہ میں دو مہینہ تک آسمان کی طرف دیکھ نہیں سکا، عظمت کا اس قدر غلبہ تھا کہ میری گردن جھک گئی۔

حسینوں کا حسن فنا ہونے والا ہے

تو جب تک انسان کو اللہ پاک کی عظمت کا استحضار نہیں ہے اور نسبت قائم نہیں ہے اس وقت تک یہ مٹی کے ڈھیلوں سے کھیلتا ہے، لیکن ذرا ان مٹی کے ڈھیلوں کو قبروں میں جا کے دیکھو۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان حسینوں کو مت دیکھو، یہ سب مٹی کے ڈھیلے ہیں، ان کے رنگ اور روغن قبروں میں جا کر مٹی میں مل جائیں گے اور کالے گورے سب کی مٹی کے رنگ ایک جیسے ہو جائیں گے۔ اپنے اس دعویٰ پر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنا عمدہ شعر فرمایا۔

ہندی و قپچاقی و ترکی و حبش
جملہ یک رنگ اند اندر گور خوش

دیکھو! مختلف ملکوں کے چار حسین ہوں، ان میں سے ایک ہندوستانی، ایک قپچاقی، ایک ترکی اور ایک حبشی ہے، ان سب کے رنگ الگ الگ ہیں، ہندوستانی کا گندمی رنگ، ترکی کا نہایت سفید، اور قپچاقی جو ترکوں کی ایک قوم ہے ان میں ترکوں سے کچھ فرق ہوتا ہے یعنی سرخی مائل سفید رنگ کے ہوتے ہیں اور حبشی بالکل کالے ہوتے ہیں۔ بتاؤ! ہر ایک کا رنگ الگ ہے یا نہیں؟ اب چاروں کا انتقال ہو گیا اور انتقال کے چھ مہینے کے بعد قبروں کو کھودا کہ

دیکھیں کون قپچاقی ہے، کون ترکی ہے، کون ہندی ہے اور کون حبشی ہے؟ کیا انہیں پہچان سکو گے؟ مٹی میں مل کر سب مٹی کے رنگ کے ہو گئے۔

اس مثال سے سبق لو، جو لوگ جسم کی مٹیوں سے متاثر ہوتے ہیں، یہ انٹرنیشنل گدھے اور بے وقوف ہیں کہ ان فانی لیلاؤں کے چکر میں آ کر اپنے اُس مولیٰ کو ناراض کرتے ہیں جس کے اختیار میں ہمارا سب کچھ ہے۔ بتاؤ! صحت اور بیماری کس کے اختیار میں ہے؟ عزت اور ذلت کس کے اختیار میں ہے؟ امیری اور غریبی کس کے اختیار میں ہے؟ اور ایمان پر خاتمہ کس کے اختیار میں ہے؟ عالمِ برزخ کے ویٹنگ روم میں سکون کے لئے کس کا حکم چلے گا؟ قیامت کے دن فیصلہ کس کا ہوگا؟ تو اتنے بااختیار مالک کو ناراض کرنا اور عاجزوں کے چکر میں آنا، ایسے ظالموں کے فرسٹ فلور کو دیکھنا جن کے گراؤنڈ فلور میں گُو، مُوت اور پاد بھری ہوئی ہے احمقانہ فعل ہے یا نہیں؟ اور پھر چند دن کے بعد ان حسینوں کی زندگی ہی میں فرسٹ فلور بھی قابلِ نفرت ہو جاتا ہے، جیسے جیسے عمر بڑھتی ہے حسن کے نمک اور دیواروں میں دراڑیں پڑتی جاتی ہیں اور حسن کا جغرافیہ بدل جاتا ہے۔

حسینوں کا جغرافیہ میر بدلا
کہاں جاؤ گے اپنی تاریخ لے کر

اب ان حسینوں کو غزل پیش کرو، جب ان کے منہ پر لقوہ گرا ہوا ہے، منہ ٹیڑھا ہو رہا ہے، اب اس کے ہونٹوں کو۔

نازکی اس کے لب کی کیا کہئے
پنکھڑی اِک گلاب کی سی ہے

کیوں نہیں کہتے؟ اب لقوہ زدہ ہونٹوں کو گلاب کی پنکھڑی کیوں نہیں کہتے؟ بس کیا کہیں، اس حماقت سے خدا ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بے مثال حسن

تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس کو اللہ نے حسن دیا ہو، آنکھیں پرکشش بنائی ہوں تو اس کا شکریہ ہے کہ اپنے حسن کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور غضب میں اور بدمعاشیوں میں استعمال نہ ہونے دے بلکہ تقویٰ سے رہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو کتنا حسن دیا گیا تھا لیکن اللہ کی نافرمانی سے فرار اختیار فرمایا، بعض روایات میں ہے ساری دنیا کا نصف حسن ان کو دیا گیا تھا:

((قَالَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی السَّمَآءِ الثَّالِثَۃِ فَاِذَا اَنَا بِیُوْسُفَ اِذَا ھُوَ قَدْ اُعْطِیَ شَطْرَ الْحُسْنِ قَالَ الْمُظْھِرُ اَیْ نِصْفَ الْحُسْنِ وَاِنَّہٗ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اَحْسَنَ مِنْ یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ))

(مرقاۃ المفاتیح:(رشیدیہ)،باب فی المعراج ؛ ج ۱۰ ص ۵۶۰)

مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ملاحت میں افضل تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چمک اور نمک دونوں دیئے گئے تھے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت یوسف علیہ السلام سے حسن میں بڑھے ہوئے تھے۔ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے یہ شعر سنایا کرتے تھے ؎

اپنے یوسف کو مرے یوسف پہ مت ترجیح دے
اے زلیخا! اِس پہ سر کٹتے ہیں اُس پہ انگلیاں

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سر برستے ہیں، صحابہ کی کیا شان تھی؟ ؎

جہاں وہ پاؤں رکھتا ہے وہاں پر سر برستے ہیں

شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد کی کسک

آہ! میرے شیخ شاعر نہیں تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق اور محبت میں جلے بھنے تھے، کیسا شعر ہے یہ! اب اختر کو وہ دن یاد آتے ہیں ؎

یاد ایامے کہ در میخانہ منزل داشتم
جامِ مے در دست و جاناں در مقابل داشتم

وہ دن یاد آتے ہیں جب میں پھولپور کی خانقاہ میں رہتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی شراب کا پیالہ میرے ہاتھ میں ہوتا تھا اور محبوب سامنے ہوتا تھا، دس برس تک میخانۂ مرشد میں، جنگل میں حضرت والا کے ساتھ رہا۔ حضرت کی کیفیت کیا بتاؤں، جنہوں نے حضرت کو دیکھا ہے وہ ہی سمجھ سکتے ہیں، حضرت کو دیکھنے ہی سے اللہ پر ایمان اور یقین تازہ ہوجاتا تھا۔ اور پھر ایسے جلے بھنے دل والے سے مثنوی پڑھنا، یوں تو مثنوی پڑھانے والے بہت ہیں مگر لغت حل کرنا اور چیز ہے اور دردِ دل سے پڑھانا اور چیز ہے۔ میرے شیخ نے مجھے اس طرح سے مثنوی پڑھائی کہ حضرت اس کی شرح کرتے کرتے جوش سے اچھل اچھل جاتے تھے، ٹیک آف کرتے تھے۔ اسی طرح تلاوت کرتے ہوئے بھی زمین چھوڑ دیتے تھے، بعض مرتبہ زور سے اللہ کا نعرہ مارتے تھے، ان کی عبادت کیا تھی جیسے کئی دن کا بھوکا آدمی شامی کباب اور بریانی کھا رہا ہو، اس طرح ہمارے شیخ اللہ کا نام لیتے تھے اور تلاوت و ذکر کرتے تھے۔ گویا مجاہدانہ اور مشقت کر کے اللہ کو یاد نہیں کرتے تھے، بہ تکلف یاد نہیں کرتے تھے کہ چلو بھئی معمولات پورے کرلو بلکہ وہ تو اللہ پر ایسے فدا ہوتے تھے جیسے شمع پر پروانہ ہوتا ہے۔ آسمان کو اس طرح دیکھتے تھے جیسے اللہ کو دیکھ رہے ہوں اور حضرت کا ایک نعرہ ہوتا تھا کہ یا ربی! معاف فرما دیجئے۔ بڑے ہی درد سے فرماتے تھے، یا ربی! معاف فرما دیجئے جیسے اللہ کو دیکھ رہے ہوں، جیسے اللہ میاں سے ہر وقت باتیں کر رہے ہوں۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا یادِ الٰہی میں اپنا نام بھول جانا

اب بتانا ہی پڑتا ہے کہ ایک دن ماسٹر عین الحق صاحب جو میرے بیت العلوم میں استاد تھے، انہوں نے بتایا کہ میں شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی

خدمت میں آٹھ بجے دن کو پہنچا، حضرت سے زمینداری کے ایک کاغذ پر دستخط لینا تھے، حضرت زمیندار تھے۔ حضرت تین بجے رات کو اٹھے ہوئے کئی گھنٹے عبادت کر چکے تھے اور آپ کی روحِ مبارک زمین پر جسم کے اعتبار سے تو تھی یعنی جسم تو زمین پر تھا مگر روح کے اعتبار سے گویا اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص میں طواف کر رہی تھی۔ تو انہوں نے حضرت کو کاغذ پیش کیا اور کہا کہ حضرت! دستخط کر دیجئے، اعظم گڑھ شہر میں آج یہ سرکاری کاغذ داخل کرانا ہے۔ اب حضرت نے آنکھ بند کر کے بہت سوچا کہ میرا کیا نام ہے؟ نام یاد نہیں آیا۔ آہ! ؎

یَس مَن مَور لَبدھ گئے توَں ہی
سُمِرنُ نام بِسرُ گئے مَوں ہی

یہ بھی میرے شیخ پڑھا کرتے تھے کہ اے اللہ! میری جان آپ سے اس طرح چپک گئی اور اس درجہ آپ کے عشق میں مست ہے کہ مجھے اپنا نام بھی یاد نہ رہا۔ تو حضرت نے ماسٹر عین الحق صاحب، میرے پیر بھائی ہی سے پوچھا کہ بھئی! میں بہت سوچ رہا ہوں کہ میرا نام کیا ہے، کیسے دستخط کروں؟ نام ہی یاد نہیں آ رہا ہے، ان اولیاء اللہ کی شان کیسی رہی ہوگی؟ کچھ مزہ ملا جب تو اپنا نام بھول گئے! انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! آپ کا نام عبد الغنی ہے۔ بس پھر حضرت نے دستخط کر دیئے مگر ماسٹر عین الحق ڈر گئے، وہاں سے بھاگے۔ ڈر اس لئے گئے تھے کہ آج تک ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کوئی آدمی اپنا نام تک بھول جائے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاص اوقاتِ قرب مع اللہ

میرے شیخ شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ سنایا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرب کے بعض اوقات ایسے گزرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بجز ذاتِ حق کے کسی کو نہ پہچانتے تھے، ایک ایک رکعت میں کئی کئی پارے پڑھتے تھے اور آپ کے پیروں میں ورم آ جاتا تھا:

((کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُصَلِّیْ حَتّٰی تَرِمَ اَوْ تَنْتَفِخَ قَدَمَاہُ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، باب الصبر عن محارم اللہ، ج ۲ ص ۹۵۸)

اور جب نماز پڑھتے تھے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور خشیت کے استحضار سے آپ کے سینۂ مبارک سے ایسی آواز آتی تھی جیسے کوئی ہانڈی جوش کرتی ہے:

((اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَھُوَ یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ یَعْنِیْ یَبْکِیْ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب ما لا یجوز من العمل فی الصلوٰۃ وما یباح منہ، ص ۹۱)

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم سے گفتگو فرماتے تھے اور ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے گفتگو کرتے تھے:

((کَانَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ یُحَدِّثُنَا وَنُحَدِّثُہٗ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَکَاَنَّمَا لَمْ یَعْرِفْنَا وَلَمْ نَعْرِفْہُ))

(المغنی عن حمل الاسفار: ج ۱ ص ۱۷۸) (احیاء علوم الدین: ج ۱ ص ۱۵۰)

لیکن جب نماز کا وقت آتا تو مجھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہچانتے بھی نہیں تھے اور ہم ان کو نہیں پہچانتے تھے، ہم بھی اللہ کی یاد میں لگ جاتے تھے۔

تو وہ واقعہ یہ تھا کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں پہچانا نہیں، دریافت فرمایا کہ تم کون ہو؟ بتایئے! کوئی بڑا امکان بھی نہیں تھا، چھوٹا سا حجرہ مبارکہ تھا، انہوں نے عرض کیا میں عائشہ ہوں، فرمایا کون عائشہ؟ میں عائشہ کو نہیں جانتا۔

اللہ کے نام میں کوئی تو بات ہے دوستو۔ آہ! مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے ظالمو! دنیا والو! تمہیں تو ہگنے موتنے سے ہی فرصت نہیں ہے، تم تو امپورٹ ایکسپورٹ آفس بنے ہوئے ہو، رات کو کھاتے ہو صبح لیٹرین میں جمع کرتے ہو، تم کیا جانو کہ اللہ کتنا پیارا ہے اور اللہ والے اور اولیاء اللہ کے مقامات کیا ہیں؟ تم تو جانوروں کی طرح کھاتے ہو اور صبح کو ایکسپورٹ کرتے ہو۔ اللہ کے نام کی محبت کا مزہ تو اولیاء اللہ اور خدا کے عاشقین

لُوٹ کر لے گئے جنہوں نے روٹی کھائی اور روٹی سے جوخون بنااور خون جب آنکھ میں روشنی کی صورت میں نمودار ہوا تو اس روشنی کو اللہ پر فدا کیا اور حسینوں کے اور نمکینوں کے چہروں سے اپنے کو بچایا۔ یہ روٹی اللہ پر فدا ہوگئی، روٹی سے خون بنا اور اس خون نے آنکھ میں آکر کالی پتلی میں نور پیدا کیا، کان میں جا کر قوتِ سامعہ بنا، زبان میں قوتِ ذائقہ بنا، کالے بالوں میں اسی لال خون نے کالا کلر (colour) دیا، اور سفید بالوں کو سفیدی بخشی، اگر روٹی چھن جائے تو سب بال جھڑ جائیں گے، ٹائیفائیڈ میں دیکھ لو کھوپڑی ننگی ہوجاتی ہے۔

صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت پر حسی مثال

اب حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ میں ابوبکر صدیق کی بیٹی ہوں۔ آپ نے یہ واقعہ معرفتِ الٰہیہ میں بھی پڑھا ہوگا مگر کتابوں سے جو مزہ آتا ہے اس سے زیادہ اپنے شیخ اور استاد کی گفتگو میں مزہ آتا ہے کیونکہ اس کا دردِ دل بھی اس کے الفاظ میں شامل ہوتا ہے اور کتابوں میں الفاظ تو ہیں لیکن دردِ دل کو اوراقِ کتب اپنے اندر نہیں لے سکتے۔ اللہ کی محبت کا درد سینوں میں آتا ہے اور قلوب میں ہوتا ہے، یہ دردِ دل کاغذوں میں نہیں آسکتا ورنہ اگر سارا معاملہ کاغذوں میں ہوتا تو ہر آدمی کتاب پڑھ کر ولی اللہ ہوجاتا، اگر کتابوں سے کام چلتا تو اللہ تعالیٰ پیغمبر نہ بھیجتا، اگر کتابوں سے سب ولی اللہ ہوجاتے تو اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو کیوں بھیجتے؟ اسی لئے آدمی سے آدمی بنتا ہے ؎

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

فرض کرلو کہ کسی جگہ ایک کروڑ امام بخاری بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک صحابی آتا ہے جس نے ایک نظر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حالتِ ایمان میں دیکھا ہوا ہے اور اگر صحابی نابینا ہے تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کو اپنی چشمِ مبارک سے دیکھا ہوا ہے

تو فیصلہ کرلو کہ ایک کروڑ امام بخاری افضل ہیں یا یہ ایک صحابی افضل ہے؟ نظر کی قیمت کے لئے کیا یہ دلیل کافی نہیں ہے؟ ایک کروڑ امام بخاری نظرِ نبوت سے محروم ہیں اور وہ صحابی نگاہِ نبوت سے ٹچ ہو کر آیا ہے، اللہ کے نور کا ایک کروڑ ہائی پاور بلب اس صحابی پر پڑا ہوا ہے۔ آپ بتائیے کہ جو شخص دس ہزار پاور کے بلب والے کمرہ میں رہتا ہے کیا اس کو چالیس پاور کے بلب میں اندھیرا نہیں لگے گا؟ تاریکی محسوس ہو گی کہ نہیں؟ پھر سمجھ لو کہ پیغمبروں اور انبیاء کرام کا ایمان اور ان کا نور کتنا قوی ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامِ قرب کو کوئی فرشتہ بھی نہیں پہنچ سکتا

تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون ابوبکر؟ میں ابو بکر کو نہیں جانتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دادا کا نام لیا کہ ابوبکر جو ابو قحافہ کے بیٹے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو قحافہ کون؟ میں نہیں جانتا۔ بس اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر خوف طاری ہو گیا کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اور عالم میں ہیں [1] پھر اللہ تعالیٰ نے اس مقامِ عروج سے جب آپ کی روحِ مبارک کو امت کی خدمت کے لئے نزول بخشا تاکہ زمین والوں کو پیغام نبوت پہنچایا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سب واقعہ سنایا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ!

((لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَّا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ))

(فیض القدیر)؛(مرقاۃ المفاتیح:(رشیدیہ)؛باب الاستغفار و التوبۃ، ج ۵ ص ۲۳۳)

میرے اور میرے اللہ کے درمیان کچھ خاص اوقات ہوتے ہیں جہاں کوئی فرشتہ بھی پر نہیں مار سکتا، جہاں جبرئیل علیہ السلام بھی نہیں جا سکتے۔

([1]: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس خاص واقعہ کے بارے میں کوئی روایت دستیاب ذخیرہ احادیث میں باوجود تلاش کے نہیں ملی۔ اگر کسی اہلِ علم شخصیت کے پاس کوئی حوالہ ہو تو ارسال فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ اگلی اشاعت میں مع حوالہ شائع کر دیا جائے۔ جامع)

اس مقامِ قرب کو اللہ کے ایک ولی نے اس طرح تعبیر کیا ہے ؎

نمودِ جلوۂ بے رنگ سے ہوش اس قدر گم ہیں
کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی

تو جب اس مقام سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو افاقہ ہوتا تھا تو آپ مسجد نبوی میں فجر کی نماز کی امامت فرماتے تھے، اس مقام سے آپ کو نزول عطا فرمایا جاتا تھا، اب وہ حدیث سمجھ میں آجائے گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے:

((کَلِّمِیْنِیْ یَا حُمَیْرَاءُ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)؛ باب صلوۃ اللیل؛ ج ۳ ص ۲۳۷)

کہ اے عائشہ! مجھ سے باتیں کرو، مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ چونکہ تہجد میں پانچ پانچ پارے پڑھنے کی وجہ سے آپ کی روحِ مبارک اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص میں عرشِ اعظم کا طواف کرتی تھی، تو مدینہ منورہ کے رن وے پر اور مسجدِ نبوی کی زمین پر آنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آہستہ آہستہ اپنے جہاز کو نزول کرانا پڑتا تھا۔ بتائیے! کیا جہاز اچانک زمین پر اتر سکتا ہے؟ لینڈنگ میں دیر لگتی ہے یا نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے کَلِّمِیْنِیْ یَا حُمَیْرَاءُ۔ قطب العالم حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان باتوں کا مقصد یہ نہیں ہوتا تھا جیسے دنیاوی طور پر میاں بیوی آپس میں بات چیت کرتے ہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ آپ کی روحِ مبارک آہستہ آہستہ اس قابل ہوجائے کہ عرشِ اعظم سے مدینہ پاک کی سرزمین پر نزول کرکے مسجدِ نبوی میں نماز کی امامت کے فرائض ادا کرسکے۔ اُولٰٓئِکَ اٰبَآئِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِھِمْ یہ ہیں ہمارے باپ دادا کے علوم! روحِ مبارک کو اللہ کے قرب کی لذت سے کچھ تو مزہ آیا کہ جس کی وجہ سے ساری کائنات نگاہوں سے گرگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھول گئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کون ہیں؟

اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے ترقی کی دنیاوی مثال

سائنسدان یہ سب باتیں کیا جانیں؟ ان کی ساری رسائی تو مخلوق کے اُدھیڑ بن، جوڑ توڑ تک ہے کہ چند چیزیں ملا کر ایک ایجاد بنالی اور تعریف کر لی کہ میں نے جہاز بنالیا، اللہ ہی کی مخلوقات میں لگے رہتے ہیں۔ یہ جہاز تو بناتے ہیں مگر حج کرنے نہیں جاتے کیونکہ کافر ہیں، جرمن، برطانیہ جہاز بنائے گا تو اس پر بیٹھ کر حج مسلمان کرے گا، ان کافروں کو حج کہاں نصیب ہے؟ اسی طرح تسبیح اور مصلیٰ پر لکھا رہتا ہے میڈ ان چائنا، میڈ ان جاپان۔ آہ! تم تسبیح تو بناتے ہو مگر اس پر سبحان اللہ ہم کہتے ہیں۔ یہ کافر تو خَادِمُوْنَ الْمُسْلِمِیْنَ ہیں، مسلمانوں کے خادم ہیں، ان کو زیادہ اہمیت مت دو کہ صاحب بہت ترقی کر گئے ہیں۔ آج کل لوگ کہتے ہیں کہ بینک کی وجہ سے کافی ترقی ہو رہی ہے، ہر بینک کو دیکھو کہ بڑی بڑی بلڈنگ والے ہیں اور بینک کے افسران کو کتنی سہولتیں، بنگلے اور گاڑیاں مل رہی ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے غضب وقہر اور ناراضگی کی راہ سے جو خوشیاں ہیں اور جو ترقیات ہیں وہ بیماری کی ترقیات ہیں، وہ خوشی بھی بیماری ہے، حرام خوشیاں بھی بیماری ہیں کیونکہ اس کا انجام اللہ کی محبت کے جام و مینا سے دوری ہے اور حضرت نے کتنی پیاری مثال دی کہ ایک آدمی بادام کھاتا ہے اور ڈنڈ بیٹھک کرتا ہے اور پہلوان کے اکھاڑے میں جا کر خوب ورزش کرتا ہے تو اس کے سب بند باز و وغیرہ تگڑے ہو جاتے ہیں، یہ ہے صحت مند ترقی۔ اور ایک آدمی کو اس کا دشمن ڈنڈے مارتا ہے، دس ڈنڈے اِدھر اور دس ڈنڈے اُدھر، اب صبح اس کے گوشت میں ترقی ہوگی یا نہیں؟ باز و سُوج کر موٹا ہو گیا تو ترقی ہوگئی یا نہیں؟ رات کو ڈنڈے پڑے اور صبح کو گوشت پھولا ہوا ہے، چار چار انگل گوشت بڑھ گیا۔ تو گوشت کی اس ترقی سے وہ خوش ہوتا ہے یا ہائے ہائے کرتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے قہر سے پناہ مانگنی چاہیے

یہ سمجھ لو کہ عشقِ مجازی والے اللہ تعالیٰ کی عظمتوں اور معرفتوں سے آشنا نہیں ہو سکتے، جو گراؤنڈ فلور کی تلاش میں ہیں جہاں پیشاب اور پاخانہ بھرا ہوا ہے، تو سوچ لو کہ اس سے بڑھ کر کیا پستی ہو سکتی ہے کہ ایک مومن جو اللہ تعالیٰ کا ولی بن سکتا ہے اور ولایت کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ سکتا ہے، وہ مومن عشقِ مجازی میں مبتلا ہو اور حسینوں کے فرسٹ فلور کو دیکھ کر گراؤنڈ فلور کی تلاش میں ہو۔ تو اللہ کی ناراضگی کی راہوں سے کوئی حرام خوشی آرہی ہو تو اس کی مستیاں مت دیکھو، یہ خوشیاں قہرِ الٰہی کے تابع ہیں، جب اللہ تعالیٰ انتقام کا ارادہ کریں گے تو کسی بھی وقت ایسے جوتے پڑیں گے کہ نانی یاد آجائے گی اور ناک کے راستہ سے ساری حرام لذتیں نکل جائیں گی۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی روحِ پاک کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، فرماتے ہیں کہ یا اللہ! ہم سے تو نالائقی ہوگئی مگر آپ وہ معاملہ کیجئے جس کے آپ اہل ہیں ۔

اے خدا آں کن کہ از تو می سزد
کہ ز ہر سوراخ مارم می گزد
یا کریم العفو ستار العیوب
انتقام از ما مکش اندر ذنوب

اے معافی دینے والے کریم مالک! اور ہمارے گناہوں پر ستاری کا پردہ ڈالنے والے، گناہ تو ہم سے ہو گیا مگر آپ ہم سے انتقام نہ لیجیے کیونکہ ہم آپ کی قدرت کے سامنے مچھر کا کھربواں حصہ بھی نہیں ہیں، لاکھواں نہیں، کروڑواں نہیں، اربواں نہیں کھربواں حصہ بھی نہیں ہیں، اور آپ کو ہمیں معاف کرنا کچھ مشکل نہیں۔ اگر آپ ہم سے انتقام لیں گے تو آپ کیا انتقام لیں گے؟ جیسے ایک ہاتھی سے

ایک مچھر فریاد کرے کہ آپ مجھ سے انتقام لینے میں اپنی طاقت کو استعمال نہ کیجئے، تو ہاتھی کیا کہے گا تم کو مارنے میں ہمیں طاقت کے استعمال کی ضرورت ہی نہیں۔ تو اللہ کی قدرتِ انتقامیہ سے ڈرو، اللہ نے انسان بنایا ہے، جانور تو نہیں بنایا، اللہ کی قدرتِ انتقامیہ اور قہر کی بدمستیوں سے پناہ مانگو۔

صورت پرستی درحقیقت عذابِ الٰہی ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب خدا کا عذاب نازل ہوتا ہے تو انہی شکلوں کے پیچھے انسان پاگل کتے کی طرح پھرتا ہے، نہ اسے خدا یاد آتا ہے نہ آسمان وزمین کا خالق و مالک، دماغ میں بس گوبر بھر جاتا ہے ؎

از شرابِ قہر چوں مستی دہد
نیست ہا را صورتِ ہستی دہد

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب خدائے تعالیٰ عذاب کی مستی دیتا ہے تو فانی شکلیں اس کو نہایت پیاری معلوم ہوتی ہیں کہ ہائے کیسی پیاری شکل ہے، چنانچہ اس کے بعد کچھ ہی دن میں دیکھ لو کوئی بیماری ہوجائے، عمر زیادہ ہوجائے یا کوئی سبب ہوجائے تو ساری شکلیں بگڑ جاتی ہیں۔ کتنا ہی بڑے سے بڑا حسین ہو، سب کا جغرافیہ بدلتا ہے یا نہیں؟ بولو بھئی! ہر پانچ سال بعد حکومت کا الیکشن ہوتا ہے، حکومت بدل جاتی ہے یا نہیں؟ تو ہر پانچ سال کے بعد چہرہ کا جغرافیہ بھی بدل جاتا ہے، حسن کی سلطنت بلا الیکشن بدل جاتی ہے، حسن کا وزیراعظم بلا الیکشن چارپائی کے نیچے پڑا ہوتا ہے۔

ایک صاحب نے خواب میں دیکھا کہ بادشاہ کی لڑکی سے میری شادی ہورہی ہے اور بہت بینڈ باجے بج رہے ہیں، گارڈ آف آنر اور ملٹری بھی سلامی دے رہی ہے کیونکہ بادشاہ کے داماد بن رہے ہیں مگر جب صبح آنکھ کھلی تو

ذلت وخواری سے چار پائی کے نیچے مٹی پر ناک رگڑ رہے ہوئے پڑے ہوئے ہیں۔
ہمیں یہ لطیفہ مولانا آفتاب عالم نے مدینہ شریف میں سنایا تھا، میرے شیخ مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم بھی وہاں تھے۔تو اللہ پاک مولانا رومی کی قبر کو نور سے بھر دے، فرماتے ہیں کہ اللہ تک پہنچنے کا ارادہ کرنے والو! اہل اللہ اور مشائخ کے ساتھ وابستہ رہنے والو! سالکین اور طالبین! سن لو۔

گر ز صورت بگذری اے دوستاں
گلستان است و گلستان است و گلستاں

اے دوستو! اگر صورت پرستی نہیں چھوڑو گے تو دلدل میں پھنسے رہو گے، اور اگر تم صورت پرستی سے نجات پا جاؤ تو اللہ کے قرب کا باغ ہی باغ نظر آئے گا، پھر کوئی مانع نہیں ہوگا۔ جب صیاد اور شکاری کسی چڑیا کو پھنسانا چاہتا ہے تو اس کے پروں میں گوند لگا دیتا ہے، پھر چڑیا اُڑ نہیں سکتی۔تو جب شیطان دیکھتا ہے کہ یہ بندہ اللہ والوں کے ساتھ رات دن رہتا ہے، اس کی قوتِ پرواز کسی وقت اتنی تیز ہو سکتی ہے کہ یہ اپنی وفاداری اور جذبات اور خدمتِ شیخ کے صدقہ میں اولیاءِ صدیقین کی خطِ منتہا تک پہنچ جائے گا، تو شیطان اس کی روح کے پر میں حسینوں کے عشق ومحبت کا گوند لگا دیتا ہے اور کسی مجاز میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک کافر کو جواب

یہ مجلسیں لاکھ سال نہیں کتنے ہی لاکھ سال کی عبادت سے افضل ہیں، ان مجلسوں کو معمولی مت سمجھو، ایک کروڑ روپیہ دے کر بھی ان مجلسوں کو نہیں پا سکتے ہو کیونکہ آپ کو اپنے اکابر اور بزرگوں کی باتیں سنا رہا ہوں اور نفس کو خطرناک گھاٹیوں سے بچانے کا مضمون پیش کر رہا ہوں۔ پہلوان جو ہے وہ داؤ پیچ سکھاتا ہے، پھر بڑے بڑے جسم والوں کو داؤ پیچ والوں نے ہرا دیا

توشیخ کی صحبت میں نفس کو گرانے کے داؤ پیچ ملتے ہیں۔اب جیسے ہوائی جہاز میں سفر کے دوران آپ کے قریب والی سیٹ پر کوئی حسین لڑکی آکر بیٹھ گئی تو نفس بار بار کہے گا کہ اس کو دیکھ لو۔ایسے موقع پر اگر اللہ والا ہوگا تو سیٹ بدل دے گا اور اگر کسی وجہ سے سیٹ نہ بدل سکا تو اس کی طرف سے رخ پھیر کر دوسری طرف رخ کر کے سارا سفر کرے گا، موت اور قیامت کا مراقبہ کرے گا، دل کو سمجھائے گا کہ ان حسینوں سے کیا ملے گا؟ تین ہی تو ملک ملیں گے، ہگستان، موتستان، پادستان۔اب کوئی کہے کہ یہ میں آج کون سی بولی بول رہا ہوں تو میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت ادا کر رہا ہوں جب ایک مشرک نے آپ سے کہا تھا کہ تم لوگ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بنی اسرائیل کی طرح اپنے نبی کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

((اُمْصُصْ بَظْرَ اللَّاتِ أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ؟))

(صحیح البخاری:(قدیمی)، باب الشروط فی الجهاد و المصالحة، ج ۱ ص ۳۷۸)

کہ اے کافر! تو ہمیں بے وفائی کا طعنہ مت دے، جا جو تیری دیوی ہے، لات، اس کی شرم گاہ کو جا کر چوس لے۔

ہدایات برائے مشائخ وسالکین

آج اس سال برطانیہ کے سفر کا یہ میرا آخری دن ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ زندگی رہی اور اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا فرمائے تو پھر حاضری ہو جائے گی، آج پیر ہے کل منگل کو روانگی ہے۔اس لئے یہ عرض کرتا ہوں کہ برطانیہ میں خانقاہوں کی بہت ضرورت ہے، لیکن خانقاہ چلانے کی کچھ شرائط ہیں۔

جو ماں دودھ پلائے تو اس زمانہ میں اس کو اچھی غذا کھانی چاہیے، اگر دودھ کمزور ہوگا تو بچے بھی کمزور ہو جائیں گے، لہٰذا پیر، مرشد اور شیخ کو چاہیے کہ ہر وقت تقویٰ سے رہے، زہر نہ کھائے، چرس نہ پیئے، اگر کسی کی ماں چرس

پیتی ہے تو اس کے دودھ میں فرق آئے گا یا نہیں؟ اور اگر انگور اور سیب کھاتی ہے اور خوب لال ہے تو اس کا دودھ بھی بچوں کو لال کرے گا، تگڑا کرے گا۔ تو شیخ کو بھی تقویٰ کی راہ میں نہایت احتیاط کرنی چاہیے، اس میں ہم سب شامل ہیں، یہ نہ سمجھو کہ میں صرف مولانا ایوب کو سکھا رہا ہوں، ہر پیر کو اس کی ضرورت ہے اور آج پیر کا دن بھی ہے۔

شیخ اگر متقی نہیں ہوگا تو اس کی بات میں اثر نہیں ہوگا

مقرر کے لئے بھی لازم ہے کہ وہ اپنی اصلاح کی بھی نیت کرے، ان باتوں سے مجھے بھی فائدہ پہنچتا ہے، روز بروز سبق یاد رہتا ہے۔ تو میں ان لوگوں کے لئے خاص طور سے عرض کر رہا ہوں جو دین کی دعوت دینا اور دین پھیلانا چاہتے ہیں کہ اعمالِ صالحہ کا بہت اہتمام رکھیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن پاک میں دعوت الی اللہ کے ساتھ عملِ صالحہ نازل فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا﴾

(سورۃ حٰمٓ السجدۃ: آیۃ ۳۳)

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کی طرف بلا رہے ہیں ان کو اس کا اہتمام ہونا چاہیے کہ ان کا عمل بھی صالح ہو ورنہ اس کے لئے دعوت الی اللہ دینا جائز تو ہے مگر اس میں برکت نہیں ہوگی۔

ایک بڑھیا اپنے بچے کو ایک اللہ والے بزرگ کے پاس لے گئی اور کہا کہ حضور یہ گڑ بہت کھاتا ہے آپ اس کو نصیحت کر دیجئے۔ انہوں نے فرمایا کہ کل لے کر آنا، اگلے دن دو میل دور سے پھر لے کر آئی تو بزرگ نے اس بچہ سے کہا کہ بیٹا! تم گڑ کم کھایا کرو، اس سے جگر خراب ہوتا ہے، تب اس عورت نے کہا کہ حضرت! دو میل سے میں کل آئی تھی، یہ بات تو آپ کل بھی کہہ سکتے تھے۔

انہوں نے کہا کل تک تو میں خود گڑ بہت کھاتا تھا، اگر میں کل نصیحت کرتا تو میری بات میں اثر نہ ہوتا لہٰذا میں نے کل ہی ارادہ کرلیا کہ میں گڑ کم کھایا کروں گا، تب میں نے اسے کہا کہ گڑ کم کھایا کرو۔ تو وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا میں عملِ صالح کی قید کیوں ہے؟ تا کہ تمہاری دعوت الی اللہ میں برکت ہو۔ جس کو تم کہو گے تو تمہارے عملِ صالح کی برکت سے تمہارے کہنے میں برکت آجائے گی، اور اگر اعمال نیک نہیں ہیں تو فاسقانہ اعمال کی وجہ سے اس کی نصیحت میں برکت نہیں رہے گی اگرچہ دین کی دعوت دینا تو جائز ہوگا۔

یہ باتیں ٹیپ کرلو کیونکہ اس وقت تین دریا کا پانی بہہ رہا ہے۔ مولانا ایوب سورتی سے پوچھ لو کہ اختر تین دریا کا تربینی ہے یا نہیں؟ تین سال مسلسل حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت حاصل رہی، اس کے بعد شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سترہ سال رہا ہوں اور اب مولانا شاہ ابرارالحق صاحب کے دریا کے پاس جاتا رہتا ہوں، میں حضرت کی خدمت میں ہردوئی بھی جاتا ہوں اور وہاں پچاس پچاس دن رہا ہوں۔ تو جہاں خانقاہیں ہیں اور جن لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دینے کا ذوق ہے، ان کے لئے عملِ صالح کی قید ہے اور گناہ سے بچنا بھی ضروری ہے کیونکہ اگر عورت بدپرہیز ہوگی تو اس کے دودھ کے اندر بھی بدپرہیزی کے مادّے ہوں گے، اور جراثیم اس کے بچوں کو منتقل ہوجائیں گے۔ اس لئے شیخ کو چاہیے کہ ایک لمحہ اور ایک سانس بھی اپنے اللہ کو ناراض نہ کرے، اور اگر کبھی خطا ہوجائے تو ایسی سانس پر اطمینان کا سانس نہ لے جب تک کہ توبہ نہ کرلے۔

اسی طرح جہاں دین زیادہ پھیلے اس جگہ کو زیادہ اہمیت دو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اس کی دلیل ہے۔ میرے ایک دوست حکیم امیر احمد صاحب تھے، وہ کہتے تھے کہ ہم بھی دین

پھیلانے کے لئے آپ کے ساتھ چلیں گے۔ میں نے پوچھا بھئی! آپ کے دواخانہ کا کیا ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ کھینچ لیا تھونی سلام بھائی کھنڈر۔ ہندی کی کہاوت ہے کہ جس سہارے پر جھونپڑی کھڑی تھی اسی کو کھینچ لیا تو اب کھنڈر کی کیا فکر کرنی۔ مذاق ہی مذاق میں عجیب بات کہہ جاتے تھے، بڑے مجذوب آدمی تھے، اللہ والے تھے۔

مشائخ کے لئے پہلی ہدایت

تو یہ ہیں ہدایات المشائخ۔ آج کی مجلس جو ہے اس میں ہدایت المشائخ بھی ہے اور ہدایت السالکین بھی ہے، ہر ایک کے لئے سبق ہے۔ اللہ پاک مجھے بھی عمل کی توفیق دے کیونکہ شیخ کو بھی معمولات کی پابندی کرنا لازم ہے، جیسے دودھ پلانے والی ماں کو سیب بھی کھانا چاہیے تو بچوں کی نشونما میں سیب کا اثر آئے گا لہٰذا مشائخ کو اپنے معمولات پر ڈٹ کے پابندی رکھنی چاہیے۔

مشائخ کے لئے دوسری ہدایت

نمبر دو: یہ کہ گناہ کے زہر سے بچنا چاہیے کہ ہمارے دودھ میں کہیں گناہ کے زہر کا اثر نہ آجائے اور ہمارے بچے بیمار نہ پڑ جائیں اور شیخ اپنے قلب میں غیر اللہ کو نہ لائے ورنہ اس کے قلب سے جتنے قلوب جڑے ہوئے ہیں، جوائنٹ ہیں تو شیخ کے قلب سے غیر اللہ ان کے دلوں میں بھی گھس جائے گا، مریدوں کا دل شیخ سے ملا ہوا ہوتا ہے یا نہیں؟ جیسے ایک حوض سے سب لوگ پانی پی رہے ہیں اور حوض میں کوئی گندگی آگئی تو سب پینے والوں کو نقصان پہنچے گا۔ تو شیخ کا قلب مَشْرَبُ المریدین ہوتا ہے، مرید لوگ اس کے قلب سے وابستہ ہوتے ہیں، اگر اس کے قلب میں انتقام اور غصہ یا کوئی اور بیماری پیدا ہو جائے تو اس کا اثر سب پینے والوں میں آجائے گا۔

مشائخ کے لئے تیسری ہدایت

اور تیسرا یہ کہ مشائخ کو اپنے مرکز پر جم کے رہنا چاہیے، سفر بھی ہو تو جتنی جلدی ہو سکے پھر اپنے مرکز پر آ جاؤ، جس کو غرض ہوگی وہ خود آئیں گے اور خانقاہ میں ٹھہریں گے۔ تھانہ بھون میں خود لوگ جاتے تھے یا نہیں؟ یا ہر جگہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ پہنچتے تھے؟ جہاں جہاں حضرت خود پہنچے ہیں وہاں فائدہ کم ہوا ہے اور جو لوگ تھانہ بھون گئے ہیں وہ صاحبِ نسبت ہوئے ہیں، جنہوں نے خانقاہ تھانہ بھون میں چلّے لگائے، وقت لگایا۔ اور ہفتہ میں کم سے کم دو دن مجلس رکھیں، پہلے میں صرف جمعہ کو بیان کرتا تھا مگر حضرت والا ہر دوئی دامت برکاتہم نے پیر کو بھی شروع کروا دیا کیونکہ چھ دن کا ناغہ روح کو کمزور کر دیتا ہے لہٰذا ہفتہ میں دو خوراک ملنی چاہئیں، اور یہ نہ سوچو کہ معلوم نہیں کوئی آئے گا یا دو ایک آدمی آئیں گے، تو دو آدمیوں کے لئے میں اتنی دور سے مجلس کرنے کیسے آؤں؟

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبدیت کی شان

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ہے کہ جب حضرت نے تھانہ بھون میں مجلس شروع کی تو شروع شروع میں کوئی بھی نہیں آیا اور حضرت خود کتاب لے کر مطالعہ کرتے رہے، دو گھنٹے بیٹھے رہے اور فرمایا کہ ہمارا کام دکان کھولنا ہے، گاہک بھیجنا اللہ کے ہاتھ میں ہے، یہ ہمارے ذمہ نہیں ہے کہ لوگ آئیں۔ آئیں یا نہ آئیں، ہمارا اجر ثابت ہو جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، جبکہ حضرت کے یہاں تو روزانہ ظہر تا عصر مجلس ہوتی تھی چاہے کوئی طالب آئے یا نہ آئے، کوئی نہ آتا تو اتنا وقت مطالعہ ہوتا تھا۔ یہ نہیں کہ آج کوئی بھی نہیں آیا تو چلو باہر دوستوں میں یا رشتہ داروں میں چلیں حالانکہ حضرت کی دو دو بیویاں تھیں۔

اور ظہر سے عصر تک میرے شیخ مولانا عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو کر حضرت کے سرِ مبارک پر تیل کی مالش کرتے تھے، گرمیوں میں دن کتنا لمبا ہوتا ہے، مگر میرے شیخ دو دو گھنٹے کھڑے رہتے تھے اور جب تیل لگا چکتے تھے تو حکیم الامت اپنے سر پر ہاتھ لگا کر دیکھتے تھے کہ تیل جذب ہو گیا یا نہیں؟ پھر کہتے تھے ماشاء اللہ۔ یہ سب باتیں اپنے شیخ سے سنی ہوئیں آپ کو سنا رہا ہوں۔ اب جب پیر نصیحت کر چکے تو پھر کیا کرے؟ اب اللہ سے روئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور سامعین کو بھی اس پر عمل کرنے کی توفیق دے دے۔

ہفتہ میں کم از کم دو دن مجلس ہونی چاہیے

یہاں جو اعلان لکھا ہوا ہے کہ باٹلی میں سنیچر کو بیان ہوگا تو یہ بہت کمزور کام ہے، اس کام میں جان نہیں ہے، یعنی ہفتہ میں صرف ایک دن روحانی خوراک ملے گی، پھر تو مولانا بھی ہفتہ میں صرف ایک دن سنیچر کو کھانا کھائیں اور چھ دن فاقہ کریں۔ دیکھئے! میں جو کہہ رہا ہوں یہ بہت ہی اہم بات ہے، اللہ نے اختر کو اپنی رحمت سے تین دریاؤں کا تربینی بنایا ہے لہٰذا دردِ دل سے کہتا ہوں، اس کا فائدہ بھی دیکھ لیں گے، دعوۃ الحق چمک جائے گی اگر دن رات یہاں رہیں گے ان شاء اللہ، اور اگر لیسٹر پسند نہیں ہے تو وہیں باٹلی میں بہت بڑی زمین خرید کر خانقاہ بنالیں لیکن اب یہاں اس زمین کا بیچنا بھی حرام ہے کیونکہ جب کوئی چیز وقف ہو جاتی ہے تو قیامت تک وقف رہتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کہیں اور زمین دے دے جیسے مجھے گلستانِ جوہر میں بڑی زمین مل گئی، تو گلشنِ اقبال میں بھی کام ہوگا اور گلستانِ جوہر میں بھی کام ہوگا۔ گلستانِ جوہر میں جامعہ کے لئے تقریباً چار ہزار گز زمین لے لی گئی ہے، اور وہاں کی مسجد بھی گلشنِ اقبال والی مسجد سے تقریباً چار گنا بڑی ہے، لیکن مرکز یعنی گلشن کو چھوڑنا نہیں ہے۔

اپنے ملازمین کی عزتِ نفس کا خیال رکھیں

ایک نصیحت یہ کرتا ہوں کہ ایسے شخص کے ساتھ کاروبار میں شرکت جائز نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے یا جس کے دباؤ سے انسان شریعت کے قانون پر نہ چل سکے، چٹنی روٹی کھالو مگر آزاد رہو۔

ملے خشک روٹی جو آزاد رہ کر
وہ ہے غلامی کے حلوے سے بہتر

اور میرے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر بہت پڑھا کرتے تھے۔

نہ بندہ ہو کسی بندے کے بس میں
تڑپ کر رہ گئی بلبل قفس میں

اسی لئے میں نے اپنے کتب خانے اور دواخانے میں کسی کو پارٹنر نہیں بنایا، پھر دونوں نر کا پارٹ ادا کرنا شروع کر دیتے ہیں جبکہ کئی لوگوں نے خواہش بھی ظاہر کی اور اگر میں ایک اشارہ کردوں تو لوگ لاکھوں روپے محض اس گمان پر لے آئیں گے کہ یہ ایمانداری کے ساتھ کام کریں گے، ہمارا پیسہ ہڑپ نہیں کریں گے۔ نوکری بھی ہو تو اس کا مالک کریم النفس ہو تو اچھا ہے، رحم دل ہو، پیسہ دے کر عزت نہ خریدتا ہو، نوکروں کے ساتھ بھی عزت سے پیش آتا ہو، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے نوکروں کو پیسہ اور کنجی پھینک کر نہیں دیتا ہوں کہ لو یہ کنجی، دکان کھول لو۔ ارے بھئی، آپ کا مسلمان بھائی ہے، یہ اس کی قسمت ہے کہ وہ آج آپ کا نوکر ہے۔ اگر اللہ ناراض ہو جائے تو آج کے مالک صاحب کو اسی کے نوکر کا نوکر بنا سکتا ہے۔ اللہ نے اگر ہمیں عزت دی ہے، مال دیا ہے تو اپنے مسلمان بھائی کی عزت کرو، اس کو کوئی چیز دینی ہو تو اکرام کے ساتھ دو۔ کسی کی مدد کرو یا تنخواہ دو تو لفافہ میں رکھ کر پیش کرو، کسی کو ہدیہ بھی دو تو لفافے میں پیش کرو۔ میں نے ایک پیر بھائی

کی جو غریب تھے کچھ مدد کی اور روپیہ بغیر لفافے کے ان کے ہاتھ میں دے دیا تو انہوں نے میرے شیخ کو خط لکھا کہ حکیم اختر نے مجھے روپیہ ہاتھ میں دیا ہے، اس پر حضرت نے مجھے خط لکھا کہ کسی مسلمان بھائی کی مدد کرو تو لفافے میں رکھ کر پیش کرو۔ اسی طرح کسی کو یہ نہ کہو کہ فلاں چیز وہاں پڑی ہے یا فلاں کتاب الماری میں پڑی ہے بلکہ کہو کہ کتاب الماری میں رکھی ہے تو ایک میمن نے کہا کہ رکھی اور پڑی میں کیا فرق ہے؟ میں نے کہا کہ آپ کسی کے یہاں مہمان ہوں اور آپ کا میـــزبان اِدھر اُدھر کہتا پھرتا ہو کہ آپ آج کل میرے یہاں پڑے ہوئے ہیں تو کیسا لگے گا؟

کسی کو اذیت پہنچ جائے تو معافی مانگ لیں

مخلوقِ خدا کے ساتھ جو انسان جتنا زیادہ مخلص ہوتا ہے تو تمام مخلوق اللہ کی عیال یعنی کنبہ ہے:

((اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ))

(مشکوٰۃ المصابیح :(قدیمی)، باب الشفقة والرحمة على الخلق، ص ۴۲۵)

اور اللہ کا سب سے پیارا بندہ وہ ہے جو خدا کی عیال یعنی مخلوق کے ساتھ محسن ہوتا ہے، اور احسان کا تقاضا یہ ہے کہ کسی سے انتقام نہ لے نہ انتقام کا وسوسہ لائے کیونکہ علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی ولی اللہ منتقم نہیں ہوا اور کوئی منتقم ولی اللہ نہیں ہوا، اگر کسی کو اذیت پہنچ جائے فوراً معـافی مانگ لو، یہ اللہ والوں کی شان ہوتی ہے، حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے آخری عمر میں اعلان کیا تھا ؎

کسی کو اگر میں نے مارا بھی ہو
بُری بات کہہ کر پکارا بھی ہو
وہ آج آن کر مجھ سے لے انتقام
قیامت کے دن پہ نہ رکھے یہ کام

بروزِ قیامت خجالت نہ ہو
خدا پاس مجھ کو ندامت نہ ہو

اور مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تو اس معاملے میں بہت اونچا مقام تھا، جو اُن کو ستاتا تھا حضرت اس پر فدا ہو جاتے تھے۔ پرتاب گڑھ ضلع میں ایک حاسد مولوی، مظاہر العلوم کا فارغ تھا، بڑا قابل آدمی تھا، مقرر بھی تھا۔ مولویوں میں اکثر حسد ہوتا ہے، جب دیکھا کہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب کے مرید بڑھتے چلے جارہے ہیں تو اس کو غم ہوا کہ یہ مولانا تو یہاں چھا جائیں گے، پھر میری تو دال نہیں گلے گی لہٰذا اس نے غیبت شروع کردی، مولانا کو پتا چل گیا تو مولانا نے اس کو بلوایا اور اس کو چائے پلائی اور خوب اس کو ہدیہ دیا۔ پھر دیکھا کہ اس کا پاجامہ پھٹا ہوا ہے تو میرے سامنے، چشم دید رکشہ پر بٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے، دوسرے رکشہ سے میں بھی گیا کہ دیکھوں بابا کہاں جارہے ہیں؟ دیکھا کہ کپڑے کی دکان پر اس مولوی کو کپڑا خرید کر اس کے لئے پاجامہ بنوا رہے ہیں۔ اتنا اس پر احسان کیا کہ اس کا حسد محبت سے تبدیل ہوگیا لیکن ان مولوی صاحب کا بھی کمال ہے، ان میں صلاحیت تھی، نرم پڑ گئے اور مخالفت ترک کردی۔

علمائے دین کو جنہیں اللہ نے اپنے دین کی کوئی بھی خدمت کی توفیق عطا فرمائی ہے، ان کو تو اپنے اخلاق میں بہت بلندی پیدا کرنی چاہیے، یہاں بھی مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کروں گا کہ ان کی شان میں کسی نے یہ شعر سنایا تھا؎

خطا مجھ سے ہوئی سرزد ندامت تیرے چہرے پر
مجھے یہ احترامِ آدمیت کم نظر آیا

کہ کوتاہی ہم سے ہوئی تو ان پر بوجہ کرم زیادہ ندامت طاری تھی، اس خیال سے

کہ اس کو شرمندگی ہوئی۔ اگر کسی سے مناسبت نہیں ہے، محبت نہیں معلوم ہوتی، پھر بھی اخلاق سے پیش آؤ، ملاقات ہو تو خیر و عافیت معلوم کرو، حدیث میں ہے:

((اَلتَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ))

(شعب الایمان للبیہقی: فصل فی فضل العقل؛ ج۶ ص ۳۴۶)

انسانوں کے ساتھ محبت کرنا آدھی عقل ہے یعنی دنیا میں جتنی عقل ہے اس کا آدھا حصہ یہی ہے کہ انسانوں سے محبت کی جائے، باب تفعّل استعمال فرمایا کہ نہ چاہتے ہوئے بھی خیر خواہی کرو اور اِلَی النَّاسِ میں الف لام استغراق کا ہے کہ ساری دنیا کے انسانوں سے محبت کرو یہاں تک کہ کافر سے بھی محبت کرو، عقلاً تو دشمنی رکھو کہ یہ میرے اللہ کا دشمن ہے لیکن اس حیثیت سے کہ اللہ کی مخلوق ہے، آئے تو خیریت پوچھ لو اور اگر تمہارا مہمان ہے تو بادلِ ناخواستہ چائے پانی بھی کردو تاکہ وہ سمجھے کہ مسلمان ایسے اخلاق کے ہوتے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاقِ عالیہ دیکھو کہ ایک کافر آیا جو اپنی قوم کا سردار تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی چادر بچھادی کہ بیٹھو۔ چادرِ نبوت پر ایک کافر بیٹھا ہوا ہے لیکن آپ نے اس کی یہ عزت اس لئے کی کیونکہ اگر وہ اسلام لے آیا تو اس کے اسلام لانے سے اس کی قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہوجائیں گے۔ بظاہر اکرام کرو، دل میں اس کی عزت نہ ہو، دل میں تو بُغض رکھو۔ یہ اسلام ہے کہ باوجود دل میں بُغض ہونے کے اچھے اخلاق سے پیش آنے کا حکم دے رہا ہے، تاکہ اس تَوَدُّدُ کی برکت سے اسلام پھیلے۔

اللہ والوں کی نظرِ عنایت کی قدر کرنی چاہیے

بعض ایسے ملّا بھی دیکھے کہ کتنا ہی ان پر احسان کرو ان کے دل و دماغ میں شیطان یہ خیال جمادیتا ہے کہ یہ مجھ سے ڈرتا ہے، جب ہی تو میری خوشامد کرتا ہے اور میرا شاگرد بنا جارہا ہے حالانکہ وہ اللہ والا تو دفعِ شر کررہا ہوتا ہے۔

بعض لوگوں کے ساتھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لئے روزِ ازل سے محرومی مقدر ہے۔ اہل اللہ کے ساتھ اور اہل اللہ کے غلاموں کے ساتھ عناد اور دشمنی محرومی کی علامت ہے۔

ایک بستی میں دو عالم تھے۔ ایک اللہ والا اس بستی میں پہنچا تو ایک عالم کے پاس گیا تو اس نے کہا ؎

شہبازے بہ شکارے مگسے می آید

یہ اللہ والا شاہی باز ہے، بازِ شاہی مجھ جیسی مکھی کے پاس آرہا ہے، اپنے کو مکھی کہا۔ اور دوسرے عالم نے کہا کہ یہ پیر مجھے پھنسانا چاہتا ہے، مجھے مرید بنانا چاہتا ہے، اپنے تمام دوستوں سے کہا کہ خبردار اس پیر کو کوئی اہمیت مت دو، موقع مت دو، زیادہ قدر مت کرو نہیں تو تم لوگوں کو پھنسا لے گا۔ میرے شیخ نے فرمایا کہ یہ مولوی محروم رہا اور وہ مولوی صاحبِ نسبت اور ولی اللہ ہو گیا۔

اب دعا کرو کہ اے اللہ! جو گذارشات کی گئیں اولاً اس کا سب سے زیادہ محتاج اختر ہے۔ اے خدا! آپ کی توفیقات کا سب سے زیادہ محتاج اختر ہے، ثانیاً میرے سامعین، احباب، میری اولاد اور ذرّیات کو بھی توفیق عطا فرما اور اپنا بنا لے، اختر اور میری ذرّیات و اولاد اور اَقْرِبَآءُ مِنْ جِهَةِ النَّسَبِ وَمِنْ جِهَةِ النِّسَآءِ اور میرے احبابِ حاضرین و غائبین کو توفیق عطا فرما اور ہم سب کو دین کی خدمت کے لئے قبول فرما اور یہ جو زمین ہے اللہ تعالیٰ اس زمین کو مجلس دعوۃ الحق کو جلد عطا فرما دے اور بھی بڑی بڑی زمینیں ہم خادموں کو دین کی خدمت کے لئے عطا فرما، اپنی رحمت سے اے اللہ پاک! عظمتِ دین اور عزتِ نفس کے ساتھ اور ترقیاتِ غیبیہ سے نوازش فرما، آپ زمین و آسمان کے خزانوں کے مالک ہیں اور اپنے خزانوں سے بے نیاز ہیں، آپ کے خزانے آپ کے کام کے نہیں وہ ہم فقیروں کے لئے ہیں، آپ اپنی

رحمت سے اپنے خزانے ہم پر برسا دیجئے ۔

دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما

غیب سے اپنے خزانے بخشش فرمایئے تاکہ خوب دین کا کام ہو، جتنی کتابیں چھپ رہی ہیں وہ سارے عالم میں پھیلائی جائیں۔ اور اپنے بندوں کو مولانا ایوب سورتی دامت برکاتہم وعمت فیوضہم سے استفادہ کی توفیق عطا فرما اور اپنی رحمت سے ہم جملہ خدام کو یا اللہ! دین کی خدمت کے لئے قبول فرما اور ہماری اولاد کو علماء ربانین بنا اور ان کو بھی دین کی خدمت کے لئے قبول فرما۔ یا اللہ! ہم سب کے قلوب میں اپنے دردِ دل کا وہ مقام عطا فرما جو آپ اپنے اولیاءِ صدیقین کو نصیب فرماتے ہیں۔ ہمارے اندر جو بری بری عادتیں ہیں، ہمارے اخلاق، ہمارے اعمال، ہمارے افعال، ہمارے خیالات، ہمارے جذبات جو آپ کی مرضی کے خلاف ہوں، یا اللہ! ان سب کی اصلاح فرما دے، ہم سب کو من وعن اپنا بنالے، نفس وشیطان کی غلامی سے نکال کر اپنی رحمت سے سو فیصد اپنی فرماں برداری کی حیات نصیب فرما دے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاصل

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاصل تو یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر زندگی کی ہر سانس فدا کرتے، کثرت سے درود شریف پڑھتے اور کثرت سے آپ کی سنتوں کا مذاکرہ کرتے، اگر ہم لوگ ایک ایک سنت زندہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحِ مبارک کتنی خوش ہوتی؟ اگر آج امت کے سب مرد داڑھیاں رکھ لیں، پانچوں وقت کی نماز جماعت سے پڑھنے لگیں، اپنے ٹخنے کھول لیں اور جتنی سنتیں ہیں ان سب پر عمل کریں، گانا بجانا چھوڑ دیں تو بتاؤ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحِ مبارک کتنی خوش ہوگی؟ وہ شخص ظالم ہے جو ایک سیکنڈ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کو بھول جائے، آپ کی محبت جزوِ ایمان ہے لہٰذا جو شخص آپ کی رسالت پر ایمان نہ لائے اس کا کلمہ درست نہیں ہے اگرچہ رات دن کلمہ پڑھے، اسے نجات نہیں ملے گی جب تک وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی نہیں دے گا یعنی اگر آپ کی رسالت پر ایمان نہیں لائے گا جہنم میں جائے گا، اللہ تعالیٰ کے بعد پوری کائنات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں ہے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہہ دے زُرْتُ قَبْرَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کی زیارت کی تو ایسا کہنا مکروہ ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ زُرْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی کیونکہ آپ بحیاۃ طیبہ خاص حیات سے مشرف ہیں اور روضۂ مبارک پر حاضر ہو کر جو صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے صلوٰۃ وسلام کو سنتے ہیں اور جواب بھی عطا فرماتے ہیں۔ اسی طرح علماء کرام کا یہ بھی فیصلہ ہے کہ زمین کے جس ٹکڑے پر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک رکھا ہوا ہے زمین کا وہ ٹکڑا عرشِ اعظم سے افضل ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کی محبت جزوِ ایمان ہے، اس کے بغیر ایمان ہی قبول نہیں۔ (از مواعظ حسنہ نمبر ۷۳: آدابِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com